Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.2, Issue.2 (Dec-2024)

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

اردو زبان میں آپ بیتی کا رواج:اجمالی جائزہ

Tradition of Autobiography in Urdu: An Overview

Muhammad Shafiq
M.Phil Scholar, Department of Urdu, SuperiorUniversity, Faisalabad,
Email: mshafiq.1043@gmail.com
Dr. Mubshar Saeed Bajwa
Assistant Professor , Department of Urdu, Superior University
Faisalabad. Email: mubasharsaeed550gmail.com

Abstract

Autobiographical writing is a literary genre in which the author narrates their life experiences, emotions, and observations. It differs from biography as it presents a personal perspective and inner reflections rather than just factual accounts. In autobiographies, writers delve into their personal worlds, exploring their memories, struggles, achievements, and thoughts. This genre often provides a deeper connection between the reader and the writer, allowing insights into the writer's psyche and their journey through life.Urdu literature has a rich tradition of autobiographical writing, with notable figures, writers, and even common individuals documenting their life stories. The genre has evolved over time, gaining more popularity and importance within the literary world. Urdu autobiographies have served as windows into the cultural, social, and political contexts in which these writers lived. Through these narratives, readers can better understand the personal histories of authors, the challenges they faced, and the impact they had on society.

This article explores the history of autobiographical writing, its stylistic and artistic aspects, significant examples in Urdu literature, and its literary and social significance. Autobiographies in Urdu are marked by a unique blend of literary styles, such as poetry, prose, and storytelling, making them both artistic and intimate. Prominent works in this genre have shaped modern Urdu literature, inspiring generations of writers to explore their own lives through the written word. Autobiographical writing offers not only a reflection of an individual's life but also a representation of broader societal changes and influences.

Keywords: Autobiographical writing, Urdu literature, personal perspective, life experiences, literary genre, cultural significance.

اردو میں آپ بیتی کا پس منظر

آپ بیتی لکھنے کا رواج زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ یہودیوں اور یونانیوں کے یہاں اپنے بزرگوں اور قدیم لوگوں کی سرگزشت لکھنے کا رواج تھا۔ یہودیوں کے بعد یونانیوں نے اس صنف پر توجہ دی

اور پلو ٹارک نے دوسری صدی عیسوی میں بائیو گرافی کی بنیاد ڈالی۔لیکن تب تک سوانح عمریوں کے لیے بائیو گرافی یا سوانح عمری کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ سوانح حیات کی اصطلاح انیسویں صدی میں سب سے پہلے ادب میں استعمال کی گئی ۔آپ بیتی ایک یک نثری ادبی صنف ہے۔ یہ صنف مصنف کی اپنی سوانح عمری یا پھر آپ بیتی ہوتی ہے ۔ آپ بیتی کا محور مصنف کی شخصیت اور اس کی ذاتی زندگی کے تجربات کے حالات و واقعات کا خلاصہ ہوتی ہے۔ سوانح نگاری ایک ایسا فن ہے جس میں مصنف اپنے قلم سے اپنی زندگی کے حالات کو اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی فکر و سوچ اور اپنی پسند و نا پسند کا اظہار کرتا ہے۔ اردو ادب کی دیگر اصناف کی مانند آپ بیتی بھی ایسی صنف ادب ہے جو اٹھارہویں صدی میں براہِ راست انگریزی سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔اردو کے تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ اردو ادب میں آپ بیتی کو باقاعدہ صنف ادب کا درجہ انیسویں صدی کے آخر میں ملا۔ انگریزوں کی آمد کے بعد اس صنف کو خاص توجہ ملی اور بیسویں صدی میں کئی آپ بیتیوں کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ۔ آزادی کے بعد اسے مستند حیثیت ملی اور بے شمار خود نوشتیں لکھی گئیں۔صرف لکھی ہی نہیں گئیں بلکہ عالمی ادب میں مقام بھی حاصل کیا۔اس ضمن میں ریحانہ خانم یوں لکھتی ہیں۔

> ‘‘جب ہم اردو آپ بیتی کی روایت پر نظر ڈالتے ہیں تو سوانح نگاری کی طرح آپ بیتی بھی جدید دور کی پیدا وار معلوم ہوتی ہے اگرچہ اس کے دھندلے نقوش قدیم شاعری کے بعض نمونوں،تذکروں اور فورٹ ولیم کالج کے مصنفین کی تالیفات کے دیباچوں وغیرہ میں بھی مل جاتے ہیں تاہم آپ بیتی یا سرگزشت کی قدرے ترقی یافتہ صورت اردو میں انیسویں صدی کے آخر سے ملنے لگتی ہے۔بیسویں صدی میں بہت سی آپ بیتیاں لکھی گئیں جن میں بعض فنی اعتبار سے قابل قدر ہیں۔’’(1)

ہندوستان کی آزادی میں حصہ لینے والے زیادہ تر راہنماؤں نے اپنی خودنوشت سوانح حیات تحریر کی اور آزادی کے بعد بھی یہ سلسلہ متواتر جاری رہا۔

اردو ادب میں آپ بیتی کی روایت جدید دور کی پیداوار ہے اردو ادب میں ابتدا سے ہی آپ بیتی کی

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

تعداد غیر تسلی بخش رہی،حقیقت نگاری بڑا مشکل کام ہوتا مگر ایک اچھا سوانح نگار خود سے سر زد ہونے والے امور کو نہایت ایمانداری،بے باکی اور سچائی سے ضبط تحریر میں لاتا ہے اور نتائج کا اخذ کرنا قاری پر چھوڑ دیتا ہے۔اردو میں سب سے پہلی مکمل سوانح عمری سر سیّد رضا علی کی"اعمال نامہ ۱۹۴۳"ءہے۔ان کے بعد اردو ادب میں سوانح عمریوں پر کام چل پڑا جو تا حال جاری ہے۔

آپ بیتی کیا ہے؟

اپنے حالات زندگی یا اپنے اوپر گزرنے والے واقعات کو خود تحریر کرنا یعنی اپنی زبانی بیان کرنا آپ بیتی کہلاتا ہے۔ آپ بیتی کسی انسان کی ذاتی کہانی کا دوسرا نام ہے۔اردو زبان کے نامور مصنف اور ادباء اپنی آپ بیتیاں قلم بند کرتے رہے ہیں۔ مثلاً جوش ملیح آبادی کی آپ بیتی" یادوں کی بارات "، احسان دانش کی "جہانِ دانش "اور مرزا ادیب کی " مٹی کا دیا"مشہور آپ بیتیاں ہیں۔

ادب کی دنیا میں لوگ اپنی آپ بیتیاں لکھتے ہیں۔ یعنی اپنے حالات زندگی کو کسی حقیقی کہانی کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا مصنفین اور شعرا نے کیا۔

آپ بیتی لکھنے کا دوسرا عام فہم اور زیادہ استعمال کیا جانے والا طریقہ وہ ہے جو ہمارے یہاں تعلیمی نصاب کا حصہ ہے۔اس کی نوعیت ادبی دنیا کی آپ بیتی سے قدرے مختلف ہوتی ہے۔اسے خیالی یا فرضی آپ بیتی کہہ سکتے ہیں۔اس میں حیوانات ، نباتات اور جمادات وغیرہ کی داستانِ حیات اُن کی اپنی زبانی پیش کرنا ہوتی ہے۔ یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ گویا ان قوت گویائی محروم چیزوں کو طاقت گویائی مل گئی ہے اور وہ اپنی زندگی کے حالات اور واقعات کو بذاتِ خود بیان کر رہے ہیں۔ ایسی آپ بیتی کو لکھتے ہوئے ہمیں خود کو اُس وہی شے یا چیز کی جگہ فرض کرنا ہوتا ہے جس کی آپ بیتی لکھنا مقصود ہو۔ اور پھر اس شخص یا چیز کے وجود میں آنے لے کر جو واقعات اس کے ساتھ پیش آئے ہوں اُنھیں اپنی زبانی بیان کرنا ہوتا ہے۔ یوں اپنے تخیّل سے کام لے کر آپ بیتی نگار بہت سے ایسے واقعات قلم بند کر سکتا ہے جو اس چیز کو قدرتی طور پر پیش آتے ہوں یا آ سکتے ہوں۔ ایک اچھی آپ بیتی کا انحصار لکھنے والے کے زورِ بیان، قوت مشاہدہ اور معلومات پر ہوتا ہے۔

ایک معیاری اور دل چسپ آپ بیتی تحریر کرنے کے لیے پہلی شرط قوّت مشاہدہ

اورمعلومات کا ہونا ہے۔ مختلف چیزوں کی اصلیت اور حقیقت پر غور کرنا ضروری ہے۔جانوروں اور پرندوں وغیرہ کا کھانے پینے کے انداز، اُٹھنے بیٹھنے کے طریقوں کے بارے میں معلومات ہونی چاہیئں۔

آپ بیتی اور سرگزشت میں فرق :

مختلف محققین نے خود نوشت پر اپنی اپنی آراء پیش کیں اور اپنے خیالات و تجربات کی روشنی میں خود نوشت سوانح اور آپ بیتی کی تعریفیں لکھیں ہیں ۔مزید برآں خود نوشت،سوانح عمری،آپ بیتی اور سرگزشت کے درمیان فرق کو واضح کیا۔

ہندوستان میں سرگزشت لکھنے کا دستور قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے لیکن لفظ سر گزشت استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔تزک بابری کو پہلی سرگزشت کہا جاسکتا ہے جو کہ ایک خود نوشت نہیں بلکہ ایک سرگزشت ہی ہے۔سر گزشت اور خود نوشت کو عمومی طور پر ایک ہی صنف سمجھا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ وہاج الدین علوی ان دونوں اصنافِ ادب کا فرق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

> "سرگذشت اور خودنوشت سوانح ایک دوسرے میں اس طرح پیوست ہیں کہ سر سری نگاہ میں دونوں کو الگ الگ کرنا مشکل ہے۔سرگذشت میں لکھنے والے کی زندگی کے واقعات اس کے ربط میں آنے والے اشخاص اور معاملات کا ذکر ہوتا ہےلیکن جو خصوصیت سر گزشت کو بناتی ہے وہ خارجیت پر زور ہے۔یعنی وہ تحریر جس میں داخلیت پر کم اور خارجیت پر زیادہ زور ہے خود نوشت نہیں سر گزشت ہے۔"(2)

انیّسویں صدی میں سوانح حیات کا لفظ جب پہلی بار ادبی اصطلاح کے طور پراردو میں استعمال ہوا تو اس کے بعد نثری وسیلۂ اظہار کے طور پر ا س لفظ کا استعمال عام ہو گیا۔بعدازاں اس کو ایک فن کی شکل دے کر اس کے اصول و ضوابط مقرر کیے گئے۔آکسفورڈڈکشنری میں خود نوشت کی تعریف یوں درج ہے۔

> "سوانح حیات بطور ایک ادبی صنف کے کسی شخص واحد کی زندگی کا تاریخی مطالعہ ہے۔ "
> (3)"

اس تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سوانح حیات ایک مخصوص فرد کی ذاتی زندگی کا مطالعہ ہوتا ہے۔لیکن اس کی نوعیت تاریخی ہوتی ہے اور اس میں ادبیت کی چاشنی کا شامل ہونا بھی جزو لازم ہے۔فرد

واحد کی زندگی اس امر پر توجہ مرکوز کرتی ہے کہ اس میں صاحب سوانح کے اعمال اورا س سے وابستہ افرادو ضوابط کوتحریر کیا جاتا ہے۔

طفیل احمد ،سید خود نوشت سوانح کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

"آپ بیتی کسی انسان کی زندگی کے تجربات، مشاہدات، محسوسات و نظریات کی مربوط داستان ہوتی ہے، جو اس نے سچائی کے ساتھ بے کم و کاست قلم بند کردی ہو، جس کو پڑھ کر اس کی زندگی کے نشیب و فراز معلوم ہوں۔ اس کے نہاں خانوں کے پردے اٹھ جائیں اور ہم اس کی خارجی زندگی کی روشنی میں پرکھ سکیں۔(4)"

دیگر اصنافِ ادب اور سوانح عمری کے ادب میں فرق ہوتا ہے اس" اردو خود نوشت،فن اور تجزیہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

"سوانحی ادب فرد یا شخص مرکزی اہمیت کا حامل ہے ۔فرد کی ذات ہی سوانحی ادب کا محور ہوتی ہے۔اور یہی جز ہے جو سوانحی ادب کو تاریخ سے الگ کرتا ہے۔ایک زمانے تک تاریخ اور سوانح کو ایک ہی سمجھا جاتا رہا ۔(5)"

اس بیان سے ہی بات واضح ہو جاتی ہے کہ سوانح اور تاریخ الگ الگ دو چیزیں اور ادب میں تاریخ کا ہونا ضروری نہیں جب کہ سوانح میں تاریخ نا گزیر ہے۔

اردو میں آپ بیتی نگاری کی روایت:

اردو ادب کی دیگر اصناف کے مقابلے میں سوانح عمری کی عمر کچھ زیادہ نہیں ہے۔۱۸۵۷ءسے قبل اردو نثر عہد طفولیت میں تھی۔اسی دور میں سوانح نویسی کا آغاز ہو چکا تھا۔اردو زبان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ سر سید کے زمانے ہی سے ہر لحاظ سے مکمل سوانح عمریاں ادب میں وجود میں آ چکی تھیں۔یہ حقیقیت کسی سے پو شیدہ نہیں کہ ہر صنفِ ادب کی طرح سوانح نگاری کے فن میں بھی اردو ادب نے ابتدا میں عربی و فارسی کا تتبع کیا۔سوانح نگاری کی اہم اور قدیم شاخ سیرت نگاری ہے۔مسلمانوں نے فنِ سوانح نگاری میں سب سے

HEC Pakistan Y Category ONLINE - ISSN- 3006-9785 PRINT - ISSN- 3007-245X

پہلے اسی شعبے کو فروغ دیا۔قدما کے ہاں افراد کے مقابلے میں اجتماعی سوانح نگاری کا رجحان زیادہ رہا۔یہی وجہ ہے کہ پرانے ادب میں تذکرہ نگاری کے فن کو ترقی ملی۔انفرادی سوانح عمریوں میں بادشاہوں کی سوانح جو سوانح سے زیادہ تاریخ معلوم ہوتی یا اولیاء کرام کی سوانح عمریاں لکھی جاتی جن میں سوانح کم اور اولیاء کے معجزات کا بیان زیادہ ہوتا۔اردو ادب میں سوانح نگاروں نے اسی ادب سے فائدہ اٹھایا۔حالیؔ سے قبل اردو ادب میں سوانح نگاری کی مستند روایت نہیں ملتی۔تذکرہ نگاری کی روایت اس سے پہلے موجود تھی جسے مکمل سوانح نگاری نہیں کہا جا سکتا۔سر سید کی تحریک کے تحت ارود میں سوانح نگاری کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مغربی اثرات کے نفوذ کے بعد اردو ادب میں سوانح نگاری کی ابتدائی کوششوں میں کسی حد تک مناظرانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اردو ادب نے مولانا الطاف حسین حالی ہی وہ شخصیت ہیں جنہیں اردو کے اوّلین نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ اوّلین سوانح نگار ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ان کی سوانح عمریاں خصوصًا"حیاتِ جاوید "اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔حقیقی معنوں میں یہی اردو کی پہلی با ضابطہ اور باقاعدہ سوانح عمر ی ہے۔حیاتِ جاوید سے پہلے حالی کی دو سوانح عمریاں"حیاتِ سعدی "اور "یاد گارِ غالب "منظر عام پر آچکی تھیں۔ان دو کتب کے تالیفی مراحل سے گزرتے ہوئے حالیؔ کا سوانحی شعور ارتقا پذیر رہا۔"حیاتِ جاوید " میں یہ شعور پہلے سے کہیں پختہ صورت میں سامنے آیا۔اس تصنیف کے سلسلے میں سر سید تحریک کے زیرِ اثر مغربی ادبیات کے محدود مطالعے سے حاصل ہونے والی تحقیقی و تصنیفی سمجھ بوجھ کو کام میں لایا گیا۔ رفیع الدین ہاشمی رقم طراز ہیں

> "بلاشبہ حیاتِ جاوید میں خامیاں اور کوتاہیاں موجود ہیں،اس کے باوجود حالی کا ذخیرہ سوانح عمری قابلِ ستائش اور بہت سے ما بعد سوانح نگاروں کے لئے لائقِ رشک ہے۔جو کچھ وہ نہیں کر سکے اس کے لئے انہیں معذور سمجھنا چاہیے۔"(6)

حالیؔ کے معاصرین میں سوانح نگاری میں شبلی کا نام اہم ہے۔شبلی کی سوانح نگاری کے حوالے سے یہ بات اہم ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت عمرِ فاروق ؓ جیسی مقدس ہستیوں کے سوانح نگار ہیں۔"سیرۃ النبی" ﷺ کے بعد"الفاروق "شبلی کی بہترین تصنیف ہے اور سوانحی لحاظ سے مکمل اور مفصل ہے۔"الفاروق "میں شبلی ایک اچھے سوانح نگار بھی ثابت ہوئے ہیں اور ایک اچھے مؤرخ بھی۔ شاہ"الفاروق "کے حوالے

ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

سے لکھتے ہیں۔

"حیاتِ جاوید کے بعد جامعیت اور تکمیل وغیرہ کے لحاظ سے اردو کی نو تعمیری اور تجدیدی سوانح عمریوں میں اگر کسی کتاب کا نام لیا جا سکتا ہے تو وہ الفاروق ہے۔(7)"

حالی و شبلی کے معاصرین میں جن حضرات نے سوانح نگاری کے میدان میں طبع آزمائی کی ان میں ذکاء اللہ،نذیر احمد،چراغ علی او رعبدالحلیم شرر کے نام اہم ہیں۔مولوی ذکاء اللہ کی اہم تصانیف میں "تاریخِ ہندوستان "جو دس جلدوں پر مشتمل ہے"آئینِ قیصری "ملکہ وکٹوریہ کی سوانح شامل ہیں۔ حالی اور شبلی کے بعد آنے والے سوانح نگاروں نے ان دونوں کی روایات سے مستفید ہوئے۔جس کے نتیجے میں اردو ادب کے سوانح عمریوں کے اثاثے میں گراں قدر اضافہ ہوا۔دار المصنفین کے سوانح نگاروں نے حالی و شبلی کی روایت کی آب یاری میں علمی ولولے کے ساتھ حصّہ لیا۔سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی ﷺ کی تدوین و تکمیل کرنے کے ساتھ ساتھ حیاتِ مالک،سیرتِ عائشہؓ اور حیاتِ شبلی لکھ کر سوانح نگاری کی روایت کو آگے بڑھایا۔افتخارعالم کی"حیات النذیر"اکرام اللہ ندوی کی"وقارِحیات"،رئیس احمد جعفری کی"سیرتِ محمد علی"افضل حسین ثابت کی۔"حیاتِ دبیر"اور قاضی محمد عبد الغفار کی سوانح عمری"آثار جمال الدین افغانی"اس دور کی چند اہم سوانح عمریاں ہیں۔اس دور کی سوانح عمریوں کا سر چشمہ تحریک جذبہ احیائے قومی ہے۔چنانچہ یہ سوانح عمریاں ناموروں کی یادگار کی بجائے قوم کی ترقی کے خیال سے لکھی گئیں۔

بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں تک اردو ادب میں سینکڑوں سوانح عمریاں وجود میں آ چکی تھیں۔غالب کے تعلق سے تین اہم سوانح عمریاں ،بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں سامنے آئیں۔غلام رسول مہر کی" غالب " شیخ محمد اکرم کی سوانح عمری" غالب نامہ " اور مالک رام کی" ذکرِ غالب"۔مالک رام کی تحقیقی کاوش"ذکرِ غالب "۱۹۳۸ء اپنے دور اور غالب کی سوانح عمریوں میں قابلِ لحاظ ہے۔بلاشبہ یہ ایک محققانہ،مسرت بخش اور مختصر مگر جامع سوانح ہے۔

غلام رسول مہر کی سوانح عمری"سیرت سید احمد شہید"اردو سوانح عمریوں کے سلسلے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔اقبال کی سوانح عمریوں میں عبد السلام خورشید کی"سرگزشتِ اقبال"سید نذیر نیازی کی" دانائے راز"محمد حنیف شاہد کی۔ جاوید اقبال کی"زندہ رود "اردو کے سوانحی ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں۔قیامِ پاکستان کے

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

بعد پاکستان کے قومی و ملی ہیروزپر بہت سی سوانح عمریاں چھپیں۔ ان سوانح عمریوں میں جہاں بہت سے تاریخی حقائق سے پردہ اٹھتا ہے وہاں ان تخلیقات پر مغربی سوانح نگاروں کے اثرات بھی نظر آتے ہیں۔

سوانح عمری ایک انسان کی پیدائش سے موت تک کے افعال و اعمال کا بیان ہے۔یا یوں کہیے کہ ایک انسان کی حیات اور تاریخ ہے۔اردو ادب کے سفر میں ایک مقام آیا کہ تمام اصنافِ ادب میں ہیتی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔اصناف میں نت نئے تجربے سامنے آنے لگے۔غزل میں موضوعات کی وسعت، نظم کی ہیت میں تبدیلیاں،قدیم داستانیں نئے دور میں ناول کا روپ دھارنے لگیں۔قاری کی تفریحِ طبع کے لئے وقت کی کمی کو مدِنظر رکھا گیا اور افسانے لکھے جانے لگے۔غرض کوئی صنفِ ادب ایسی نہ تھی جومغربی اثرات سے بچی ہو۔سوانح نگاری کے سلسلے میں اردو ادب میں نیا تجربہ سوانحی ناول کی صورت میں کیا گیا جو کامیاب رہا۔سوانحی ناول ،سوانح اور ناول کا حسین امتزاج ہے۔کسی سوانح کو جب افسانوی رنگ دے کر ناول کی تکنیک برتتے ہوئے پیش کیا جائے تو وہ سوانحی ناول کہلاتی ہے۔سوانحی ناول میں پورا ناول ایک کردار کے گرد بنا جاتا ہے۔اس مرکزی کردار کے ساتھ ضمنی کردار بھی ناول میں موجود ہوتے ہیں۔اس ناول میں واقعات اور افراد حقیقی ہوتے ہیں مگر انہیں افسانوی رنگ میں اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ سوانح میں ناول کے بنیای عناصر موجود ہوں۔جو سوانحی تصنیف کو سوانحی ناول کا درجہ دلا سکیں۔سوانحی ناول تاریخ ،افسانہ اور حقیقیت کو یکجا کرنے کا نام ہے ناول میں سوانحی اجزاء شامل کیے جائیں یاسوانح میں ناول کے بنیادی اجزاء نتیجہ سوانحی ناول کی صورت میں سامنے آتا ہے۔سوانحی ناول میں ضرورت یا مصلحت کے تحت افراد اور مقام کے ناموں میں تبدیلی بھی کی جا سکتی ہے۔

اردو ادب میں سوانح نگاری اور ناول نگاری کی اصناف سوانحی ناول سے پہلے موجود تھیں۔پھر سوانحی ناول کے نئے تخلیقی تجربے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ دونوں اصناف سوانح اور ناول کی خوب صورتی کو یک جا کر کے دل چسپی کے عنصر کو تقویت دینا۔یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ناول نگار اپنے ذاتی تجربات یا کسی شخصیت کے زندگی کے حالات و واقعات کو افسانوی رنگ میں پیش کرتا ہے تو یہ اثرات دوررس ہوتے ہیں۔مغرب میں سوانحی ادب کو اہم مقام حاصل ہے۔قراۃالعین" کارِجہاں دراز ہے"کے دیباچے میں لکھتی ہیں۔

"مغرب میں کسی ادیب یا شاعر کا نام لیجیے۔ہر برٹ ریڈ،ورجینیا وولف،شان اوکیسی،ولیم یلومر،سر اوز برٹ سیٹول،ایلزبتھ بوون،اسپنڈر،اسرووڈ،سارتر،سیمون دی بووا،)جوزف ہون،سیکتھ بیرس،ہر برٹگورمیں وغیرہ پروفیشنل سوانح نگاروں سے قطع نظر(اور ان کے لکھے ہوئے سوانحی ادب کا انبار آپ کو مل جائے گا۔"(8)

کسی ناول کو مکمل سوانحی ناول قرار دینا ااس وقت تک آسان نہیں ہوتاجب تک اس میں سوانح اور ناول کے بنیادی عناصر نہ پائے جائیں۔اردو ادب میں سوانحی ناول ے حوالے سے قراۃالعین حیدرکا نام اہم ہے۔قراۃالعین کے ناولوں کے متعلق فرزانہ لکھتی ہیں۔

"ناول میں سوانحی اجزاء کی پیش کش اردو میں نئ بات نہیں۔بلکہ خودقراۃالعین حیدر کے اہم ناول"میرے بھی صنم خانے،سفینۂ غمِ دل،اور آگ کا دریا"میں سوانحی عناصر پائے جاتے ہیں۔لیکن یہ کتابیں سوانح نہیں ہیں۔ان کے مقابلے میں "کار جہاں دراز ہے"سوانحی کتاب ہے۔"(9)

نیلم فرزانہ کی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ناول جس میں سوانحی اجزا ء پائے جاتے ہیں مکمل طور پر سوانحی ناول نہیں بن سکتا۔سوانحی ناول کسی ایک فرد یا کردار کے افعال،واقعات اور تجربات کو بیان کرتا ہے۔ہر ایسا ناول جس میں جزوی طور پرآپ بیتی یا سوانح کا انداز ملتا ہو اسے خالصتًا سوانحی ناول نہیں کہا جا سکتا۔سوانح نگار کی طرح سوانحی ناول نگار کے لئے حافظہ،تاریخ اور نفسیات کا علم معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اردو میں باقی اصناف کی نسبت سوانح نگاری کی روایت بہت دیر میں رواج پائی۔لیکن اردو ناول میں سوانحی ناول کی روایت ناول کی پیدائش کے کچھ ہی عرصہ بعد پروان چڑھنا شروع ہو گئی۔مرزا ہادی رسواؔ کے ناول"امراؤ جان ادا،ذات شریف اور شریف زادہ"اردو میں سوانحی ناول کا نقطہ آغاز ہیں۔رسواؔ شریف زادہ"کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔

"اگرچہ میری تالیفات میں "شریف زادہ"یعنی مرزا عابد حسین کی سوانح عمری کا تیسرا نمبر ہے۔لیکن میرے خیالات کے سلسلے میں یہ پہلا ناول ہے جو میں نے بطور سوانح عمری کے

تحریر کیا۔"(10)

مرزا ہادی رسواؔ کا ناول"امراؤ جان اد"اردو کا پہلا سوانحی ناول ہے ۔یہ ناول دراصل امراؤ جان ادا کی سوانح ہے۔امراؤ کی پوری زندگی کو ہادی رسوا نے ناول میں سمو دیا ہے۔مصنف نے امراؤ کی سوانح کو اس عمدگی سے بیان کیا ہے کہ ایک تسلسل آخر تک قائم رہتا ہے۔امراؤ جان ادا کا کردار اتنا زندہ،سچا اور کھرا ہے کہ مدتوں اس کے حقیقی یا محض ایک کردار ہونے پر بحث جاری رہی۔

عصمت چغتائی کا"ٹیڑھی لکیر" ایک کرداری اور نفسیاتی ناول ہے جو اسے سوانحی ناول کے زمرے میں لے آتا ہے۔جمیلہ ہاشمی کے ناول"دشتِ سوس"میں حسین بن منصور حلاج کی سوانح پیش کی گئی ہے۔ناول میں ابن منصور کے تاریخی قصّے کو بیان کیا گیا ہے۔ناقدین نے اس ناول پر اعتراض کیا کہ جمیلہ ہاشمی نے تاریخ سے انحراف کرنے کی کوشش کی ہے۔تاریخ لکھنا اور ایک تاریخی سوانحی ناول لکھنا دو الگ چیزیں ہیں۔ناول کے لئے افسانوی رنگ اور اسلوب ضروری ہے۔یہی افسانوی رنگ کسی ادیب کی تخلیق کو ادبی تخلیق بناتا ہے۔

اردو کے اسی قلیل کے ناولوں میں اہم ناول قراۃالعین حیدر کا" گردشِ رنگِ چمن"ہے۔یہ سوانحی نیم دستاویزی ناول ہے۔ناول میں مصنفہ نے اس وقت کے ہندوستانی مسلم معاشرے کو پیش کیا ہے۔ناول میں اینگلو انڈین طبقے کے غلط امیج کو درست زاویے سے دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ناول میں چند حقیقی کردار بھی استعمال ہوئے ہیں؍اسی وجہ سے قرۃالعین حیدر نے اسے" نیم دستاویزی ناول "قرار دیا ہے۔

اردو کے بہت سے ناولوں میں سوانحی اجزا ء تو پائے جاتے ہیں مگر خالصتًا سوانحی ناولوں کی تعداد بہت کم ہے۔اور خود نوشت سوانحی ناول تو چند ایک ہی ہیں۔خود نوشت سوانحی ناول نگاروں میں اہم نام قراۃالعین حیدر)کارِجہاں دراز ہے(،ممتاز مفتی)علی پور کا ایلی اور الکھ نگری(اوراحمد بشیر) دل بھٹکے گا(کے ہیں۔خود نوشت سوانح عمری کسی شخص کی خارجی،داخلی اور نفسی کیفیات کا اظہار ہوتی ہے۔ادب میں خود نوشت سوانح عمری بھی وہی کام کرتی ہے جو مصوری میں سیلف پورٹریٹ ۔ دونوں میں اظہار کا انداز جداگانہ سہی لیکن نفسی محرک ایک ہی ہے۔خود نوشت سوانحی ناولوں میں کرداروں کا نام اور مقامات کا تبدیل کرنا،واقعات کو افسانوی رنگ میں پیش کرنا جب کہ اس واقعہ کی حقیقی حیثیت موجود رہے،ناول کا حسن ہوتا ہے۔اردو کا اہم

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

خود نوشت سوانحی ناول قراۃالعین حیدرکا"کارِجہاں درازہے"ہے۔

ناول میں قراۃالعین حیدر نے اپنے بارے میں کم اور خاندان کے لوگوں اور ان کے حالات و واقعات کوزیادہ تفصیل سے پیش کیا ہے۔مصنفہ کی تاریخ اور اپنی جڑوں کی تلاش سے دلچسپی اور لگاؤ ان کی ہر تحریر میں نظر آتا ہے۔اور یہی جست جو ہمیں ۔"کارِ جہاں دراز" میں بھی دکھائی دیتی ہے۔قراۃالعین حیدر کی سرشت میں تلاش اور جستجو کا عنصربدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔اسی تلاش اور جستجو کے جذبے نے انہیں وہ تاریخی شعور عطا کیا ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔قراۃالعین خود اس ناول کو سوانحی ناول قرار دیتی ہیں۔

> "اس سوانحی ناول کے مختلف النوع ماخذوں میں والدہ محترمہ کاوہ زبر دست ذخیرہ رقعات بھی شامل ہے۔۔۔۔اس وقت اس کتاب کا کوئی تصور میرے ذہن میں نہ آیا تھا۔لیکن جب لکھنے بیٹھی تو تکنیک اور صنفِ ادب آپ ہی آپ بن جاتی ہےاور حقیقت افسانے سے عجیب تر ہے۔چنانچہ ایک" سوانحی ناول"۔(11)

ناول میں برصغیر کی اہم سیاسی،تاریخی،ادبی اور مذہبی شخصیات کا ذکر بھی ہے اور مصنفہ کے خاندان کا بھی۔قراۃالعین نے ناول میں اپنا تاریخی اور نفسیاتی علم بھر پور انداز میں استعمال کیا ہے۔اور اس کتاب کو محض ایک تاریخی کتاب بننے سے بچایا ہے۔افسانوی رنگ ناول کی دلچسپی بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ناول کے بیان کے لئے مصنفہ نے ایسا انداز اپنایا ہے کہ اسے داستان یا قصّے کا رنگ دے دیا ہے۔جو افسانہ خواں،مورخ یا تذکرہ نگا رکی زبان سے سنایا جا رہا ہے۔اس سوانحی عمرانی داستان کو قراۃالعین نے حقیقت پسندی سے بیان کیا ہے۔اور کہیں بھی سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔یہ سوانحی ناول صرف قراۃالعین کے خاندانی حالات کے بیان پر محدود نہیں بلکہ اس میں دکھایا گیا ہے کہ ہندوستا ن کی مخصوص سیاسی اور تہذیبی زندگی میں مسلمانوں کی شخصیت کی تشکیل اور اس کا ارتقا کس طرح ہوا۔

"علی پور کا ایلی"اور"الکھ نگری"ممتاز مفتی کے خود نوشت سوانحی ناول ہیں۔علی پور کا ایلی کے پہلے ایڈیشن کے پیش لفظ میں ممتاز مفتی اسے ایک روئیداد کہتے ہیں۔دوسرے ایڈیشن میں وہ اس ناول کو ایلی کی داستانِ حیات اور آپ بیتی قرار دیتے ہیں جب کہ تیسرے ایڈیشن میں وہ واضح الفاظ میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ کتاب میری آپ بیتی کا پہلا حصہ ہے ۔ممتاز مفتی نے اپنی آپ بیتی کو ناول کے روپ میں پیش کر کے اسے

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے۔حقیقی واقعات کو افسانوی رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔حقیقت اور افسانے کے اس حسین امتزاج نے اس کتاب کو خود نوشت سوانحی ناولوں میں ایک اہم مقام دلا دیا ہے۔ ایلی کا کردار ممتاز مفتی نے مہارت اور چابک دستی سے لکھا ہے۔''الکھ نگری''میں کہانی پن کم اور شخصی خاکے زیادہ نظر آتے ہیں۔

ماحصل/نتائج

اردو ادب میں خودنوشت سوانح عمری یا آپ بیتی کا رواج اگرچہ نسبتاً دیر سے ہوا، لیکن جب یہ صنف مقبول ہوئی تو اسے قارئین کی بڑی تعداد نے سراہا۔ آپ بیتی ایک ایسی صنف ہے جس میں مصنف اپنی زندگی کے نشیب و فراز، تجربات، مشاہدات، اور ذاتی خیالات کو بیان کرتا ہے۔ یہ صرف فرد کی ذاتی داستان نہیں ہوتی، بلکہ اس میں تاریخ، سماج، اور ثقافت کے عکاس پہلو بھی شامل ہوتے ہیں، جو اسے ادبی اور تاریخی لحاظ سے اہم بنا دیتے ہیں۔

اردو میں خودنوشت سوانح عمری کا آغاز انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ہوا۔ ابتدا میں ان تحریروں کا انداز زیادہ تر مذہبی، تعلیمی، یا تاریخی نوعیت کا تھا، جہاں مصنفین نے اپنی زندگی کے تجربات کے ساتھ ساتھ اپنے دور کی علمی و اصلاحی تحریکوں پر بھی روشنی ڈالی۔ سر سید احمد خان کی" حیاتِ جاوید ")جو درحقیقت ان کے شاگرد الطاف حسین حالی نے لکھی تھی (اس صنف کے ابتدائی نمونوں میں شمار کی جاتی ہے۔

بیسویں صدی میں اردو خودنوشت سوانح عمری کا رجحان تیزی سے بڑھا۔ خاص طور پر برصغیر میں آزادی کی تحریکوں، تقسیمِ ہند، اور سیاسی و سماجی تبدیلیوں کے تناظر میں کئی اہم شخصیات نے اپنی خودنوشتیں تحریر کیں۔ ان میں کچھ نمایاں کتابیں درج ذیل ہیں:

غبارِ خاطر – مولانا ابوالکلام آزاد) یہ دراصل خطوط کی شکل میں لکھی گئی، مگر ایک خودنوشت کا رنگ رکھتی ہے(شہاب نامہ – قدرت اللہ شہاب) بیوروکریسی، سیاست اور معاشرتی مسائل پر ایک چشم کشا خودنوشت(راجہ گدھ کے مصنف کی آپ بیتی – بانو قدسیہ) ادبی اور فکری دنیا کی دلچسپ جھلک(میری داستان –مختار مسعود) ادبی انداز میں لکھی گئی شاندار خودنوشت(کاروانِ زندگی – مولانا محمد علی جوہر) تحریکِ خلافت

HEC Pakistan Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X

اور آزادی کی جدوجہد کا احاطہ کرتی ہوئی کتاب(اردو میں لکھی جانے والی خودنوشت سوانح عمریاں درج ذیل خصوصیات رکھتی ہیں:1۔ ذاتی تجربات کی عکاسی :مصنف اپنی زندگی کے نشیب و فراز، کامیابیوں اور ناکامیوں کو ایمانداری سے بیان کرتا ہے۔2۔ تاریخی اور سماجی پہلو :ان کتابوں میں اس دور کی تاریخ، ثقافتی تبدیلیاں، اور سیاسی حالات کی بھی جھلک ملتی ہے۔3۔ ادبی رنگ :اردو خودنوشتیں اکثر شائستہ نثر میں لکھی جاتی ہیں، جن میں ادبی حسن نمایاں ہوتا ہے۔4۔ اصلاحی اور فکری اثرات :بہت سی آپ بیتیاں قارئین کو کچھ سیکھنے اور غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔

یہ صنف اردو ادب میں نہ صرف ایک دلچسپ اضافہ ہے بلکہ یہ تاریخ کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ کئی خودنوشتیں ایسے حقائق اور واقعات کو اجاگر کرتی ہیں جو عام تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ، یہ صنف عام قارئین کو مصنف کی زندگی، اس کے خیالات اور اس کے تجربات کے ذریعے ایک منفرد دنیا میں لے جاتی ہے۔آج بھی اردو میں خودنوشت نگاری کا سلسلہ جاری ہے، اور مختلف ادبی، سیاسی، اور سماجی شخصیات اپنی زندگیوں پر مشتمل کتابیں لکھ رہی ہیں، جو اردو ادب میں ایک قیمتی اضافہ ثابت ہو رہی ہیں۔

سفارشات:

1. آپ بیتی اور سوانح عمری کے درمیان گہرے تعلقات اور فرق کو مزید تفصیل سے واضح کرنے کے لیے تحقیق کی ضرورت ہے۔
2. اردو ادب میں خواتین کی آپ بیتی کی تاریخ،ان کے تجربات اور ان کی خصوصی تحریروں پر الگ سے تحقیق کی جا سکتی ہے۔
3. مغربی ادب سے اردو آپ بیتی پر پڑنے والے اثرات کو مزید گہرائی میں تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔
4. اردو ادب میں آپ بیتی کی صنف میں مغربی اثرات کے اثرات اور ان کے اردو ادب پر اثرات کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔
5. سوشل میڈیا اور بلاگنگ کے بڑھتے ہوئے رجحان کے ساتھ اردو ادب میں آپ بیتی کی اہمیت اور اس کے اثرات پر جائزہ لیا جا سکتا ہے۔
6. موجودہ دور میں فردی تجربات کو بیان کرنے کے نئے طریقوں کے بارے میں تحقیق کی جا سکتی ہے، جیسے بلاگنگ اور خود نوشت کے ذریعے۔

7. اردو ادب میں آپ بیتی کے لکھنے والوں کو درپیش چیلنجز، جیسے سلیس زبان میں اظہار، گہرائی میں حقیقت بیان کرنا، اور قاری کی دلچسپی برقرار رکھنا، پر غور کیا جا سکتا ہے۔
8. اردو ادب میں آپ بیتی کی صنف کے بارے میں قاری کے ردعمل اور اس کی مقبولیت کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔
9. اردو ادب میں مشہور آپ بیتی نگاروں، جیسے جوش ملیح آبادی، احسان دانش، اور مرزا ادیب کی تحریروں کا تجزیہ کر کے ان کی ادبی خصوصیات اور اثرات کو سمجھا جا سکتا ہے۔
10. اردو ادب میں آپ بیتی کی صنف کے تاریخی ارتقاء اور اس میں ہونے والی تبدیلیوں پر تحقیق کی جا سکتی ہے۔
11. اردو ادب میں آپ بیتی کی صنف کے مستقبل کے بارے میں تحقیق کی جا سکتی ہے، اور یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ صنف مزید ترقی کرے گی یا نہیں۔
12. آپ بیتی نگاری کے جدید طریقوں اور اس میں تخلیقی جدتوں پر بھی غور کیا جا سکتا ہے تاکہ یہ صنف اردو ادب میں مزید نئی سمتیں اختیار کرے۔

حوالہ جات

1۔ریحانہ خانم، آپ بیتی نمبر، مشمولہ "نقوش" مدیر محمد طفیل، (لاہور، ادارہ فروغِ اردو، جون ۱۹۶۴ء)، ص ۹۲
2۔وہاج الدّین علوی ،اردو خود نوشت: فن اور تجزیہ، (نئی دہلی، لبرٹی آرٹ پریس، ۱۹۸۹ء)، ص ۲۵
3۔جلد اوّل ،آکسفورڈ ڈکشنری(لندن، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۷۰ء)، ص ۸۷۰
4۔طفیل احمد ،سید ،مشمولہ " ماہنامہ دارالعلوم"، مدیر محمد طیب، (دیو بند، دسمبر ۲۰۱۴ء)، ج۹، ص ۲۸
5۔علوی، وہاج الدّین ،اردو خود نوشت: فن اور تجزیہ، (نئی دہلی، لبرٹی آرٹ پریس، ۱۹۸۹ء)، ص ۲۷
6۔ہاشمی، رفیع الدین ، تفہیم و تجزیہ، (لاہور، کلیہ علومِ اسلامیہ و شرقیہ جامعہ پنجاب، ۱۹۹۹ء)، ص ۸۳
7۔علی شاہ، سید، اردو میں سوانح نگاری، (کراچی، گلڈ پبلیشنگ ہاؤس، ۱۹۶۱ ء)، ص ۱۹۱
8۔قراۃالعین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، جلد اول، (لاہور، مکتبہ اردو ادب ،س۔ن)، ص ۳۷
9۔نیلم فرزانہ ،اردو ادب کی خواتین ناول نگار، (لاہور، فکشن ہاؤس ، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۸۳
10۔ مرزا ہادی رسوا، شریف زادہ، مشمولہ "مجموعہ مرزا ہادی رسوا" (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز

۲۰۰۰ء)ص۵۱۹

11۔قراۃالعین حیدر ، کارِ جہاں دراز ہے ،(لاہور،مکتبہ اردو ادب ،س۔ن)،ج۱،ص۳۶۔۳۷

References

1. Khan, R. (1964). *Aap Beeti Number*, in *Naqosh* (Ed. M. Tufail). Lahore: Idara Faroghe Urdu, p. 92.
2. Alvi, W. D. (1989). *Urdu Khud-Nawisht: Fun Aur Tajzia*. New Delhi: Liberty Art Press, p. 25.
3. *Oxford Dictionary, Volume 1*. (1970). London: Oxford University Press, p. 870.
4. Tufail Ahmad, S. (2014). *Maahnama Darul Uloom* (Ed. M. Tayyib). Deoband, December 2014, Vol. 9, p. 28.
5. Alvi, W. D. (1989). *Urdu Khud-Nawisht: Fun Aur Tajzia*. New Delhi: Liberty Art Press, p. 27.
6. Hashmi, R. D. (1999). *Tafheem Aur Tajzia*. Lahore: Faculty of Islamic and Eastern Studies, University of Punjab, p. 83.
7. Ali Shah, S. (1961). *Urdu Mein Sawanih Nigari*. Karachi: Guild Publishing House, p. 191.
8. Haider, Q. A. (n.d.). *Kar-e-Jahan Daraaz Hai, Volume 1*. Lahore: Maktaba Urdu Adab, p. 37.
9. Farzana, N. (1992). *Urdu Adab Ki Khawateen Novel Nigaar*. Lahore: Fiction House, p. 183.
10. Raswa, M. H. (2000). *Shareef Zadah*, in *Mujmua-e-Mirza Hadi Raswa*. Lahore: Sang-e-Meel Publications, p. 519.
11. Haider, Q. A. (n.d.). *Kar-e-Jahan Daraaz Hai*. Lahore: Maktaba Urdu Adab, Vol. 1, pp. 36-37.